سوال :- وہ کونسے وجوہات ہیں کہ ان کی بنا پر تیمم کی اجازت ہے ؟

جواب :- جب پانی نہ ملے یا پانی کا استعمال نہ کر سکے یا بیماری کے باعث پانی کے استعمال سے کسی قسم کا خطرہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کافی ہے۔ عبد اللہ امر تسری

ستر کا بیان

سوال :- ران ستر ہے یا نہیں ؟

جواب :- مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبۃ صـ۲۶۱ میں ہے الفخذ عورۃ یعنی ران پردہ ہے یعنی اس کو ڈھکنا چاہیئے۔ نیل الاوطار جلد اول باب بیان العورۃ وحدھا میں مسند حارث بن ابی اسامہ کے حوالہ سے ابی سعید سے مرفوع روایت ہے عورۃ الرجل ما بین سرتہ الی رکبتیہ یعنی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ ستر ہے ایسا ہی منتخب کنز العمال بحوالہ ترمذی ذکر ہے اور مشکوٰۃ میں ابو داؤد اور منتقی میں موطا اور مسند احمد کا ذکر ہے۔ منتخب کنز الاعمال جلد ۳ صـ۱۴۱ میں ہے عن ابی العلاء مولی الاسلمیۃ قال رأیت علیا یتزر فوق السرۃ ابن سعد (ھق) یعنی حضرت علی ناف کے اوپر تہبند باندھتے تھے۔

لیکن بخاری صـ۵۳ میں ہے قال انس حسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فخذہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران ننگی کی۔ اس کے آگے ذکر ہے حسر الازار عن فخذہ حتی انظر الی بیاض فخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ نے ران سے کپڑا اٹھایا یہاں تک کہ میں آپ کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔

ان احادیث میں بظاہر مخالفت ہے بعض میں ہے کہ ران ستر ہے اور بعض میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ران ننگے ہونے کی پرواہ نہیں کی۔

امام بخاریؒ کا فیصلہ

امام بخاری ؒ فرماتے ہیں حدیث انس اسند وحدیث جرھد احوط حتی نخرج من اختلافھم بخاری صـ۵۳ یعنی انسؓ کی حدیث جس میں ران سے کپڑا ہٹانے کا ذکر ہے جرہد کی حدیث سے جس میں ران کو ستر کہا ہے سند کی رو سے قوی ہے لیکن جرہد کی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط ہے تاکہ اختلاف میں نہ پڑیں۔

محدث روپڑیؒ کا فیصلہ

امام بخاریؒ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے بے شک عمل احتیاطاً جرہدؓ کی حدیث میں ہے۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں موافقت کرنا چاہیں۔ تو موافقت بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ گھٹنے کے قریب سے کھول لے تو کوئی حرج نہیں۔ شرمگاہ کے زیادہ قریب سے نہ کھولے، کسانوں کو بھی اس سے زیادہ اجازت نہیں۔ ہاں نماز میں ناف سے گھٹنوں تک ڈھکنا ضروری ہے بلکہ کندھے ڈھکنے بھی ضروری ہیں جیسا کہ بلوغ المرام میں حدیث جابرؓ اور حدیث ابی ہریرہؓ سے ظاہر ہے، یہ حکم مرد کے لئے ہے عورت کو سر سے پاؤں تک ڈھکنا چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۹ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ، ۱۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

ستر عورت

سوال:۔ ستر عورت کی مقدار کیا ہے؟

جواب:۔ ستر عورت نماز کے لئے شرط ہے یعنی ناف سے گھٹنوں تک مرد کے لئے اور عورت کے لئے سارا وجود منہ ہاتھ کے سوا پشت پاؤں تک ڈھانکنا ضروری ہے۔ نیز اگر کپڑا زیادہ ہو تو مرد کے لئے کندھے بھی ڈھانکنا ضروری ہیں۔ سر ڈھانکنا ضروری نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

لباس کی منع صورت

سوال:۔ نماز میں لباس پہننے کی کونسی صورت منع ہے؟

جواب:۔ نماز میں اس طرح بُکل مارنا منع ہے۔ کہ ہاتھ باہر نکالنے مشکل ہوں اس طرح کی بکل مارنے کو اشتمال صماء کہتے ہیں۔ پاجامہ کے پائنچے چڑھانا آستین چڑھانا کرتہ کا دائرہ اکٹھا کر کے تہ بند کی ڈوب میں یا پاجامہ کے نیفہ میں۔ تہ بند کے نیچے لنگوٹی باندھنا یا عورت کا اپنے جوڑہ (چٹیا) کو اکٹھا کر کے باندھنا اس قسم کی سب صورتیں منع ہیں۔ اس طرح کپڑے کا لٹکانا بھی منع ہے یعنی کندھوں یا سر پر کپڑا ڈال کر اس کو دو طرف لٹکا ہوا چھوڑ دینا منع ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

عورت کا چہرہ اور اس کی ہتھیلیاں

سوال: عورت کے لئے وجہ اور کفین کا پردہ شرعی ہے یا نہیں؟ ابوداؤد میں ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر وجہ و کفین عورت ستر میں داخل نہیں، تو حالت احرام میں ان کو کیوں چھپایا جاتا ہے۔ ابو محمد عبدالجبار خطیب مسجد اہل حدیث رنگون

جواب: وجہ و کفین عورت کے ستر میں داخل ہے، حالت احرام میں مرد کو سر ننگا رکھنے کا حکم ہے اور عورت کو کھولنے کا حکم ہے۔ اور یہ حکم عورت کے لئے حالت احرام میں اس وقت ہے جب کوئی مرد سامنے نہ ہو چنانچہ ابوداؤد بحوالہ عون المعبود جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ میں حدیث ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالی عنہا قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ہم یعنی عورتیں احرام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتیں جب مردوں کی جماعت ہمارے ساتھ گزرتی، اور روبرو ہو جاتی اور اس وقت ہم اپنی چادر کو سر سے کھینچ کر اپنے چہرہ کو چھپاتیں، جب ان کی جماعت گزر جاتی، تو ہم پھر اسی طرح اپنے چہرے کھول لیتیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وجہ و کفین ستر میں داخل ہیں۔ کفین کی بابت اس حدیث میں نہ ڈھانکنے کا ذکر ہے۔ نہ کھولنے کا۔ ہاں عمومی حالت یہ ہے۔ کہ جب چہرہ کو ڈھانکا تو کفین خود بخود نقاب کے اندر آجاتی ہیں۔ اس لئے اس کے ذکر کی ضرورت نہ رہی۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۰ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲/۱۲/۳۵

نماز میں عورت کا لباس

سوال: عورت کے لئے نماز میں کون سے اعضا ڈھانکنے ضروری ہیں؟

جواب: عورت کو سر سے پاؤں تک ڈھکنا چاہیئے۔ بلوغ المرام میں ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ دِرْعٍ وَخِمَارٍ بِغَيْرِ اِزَارٍ قَالَ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَصَحَّحَ الْاَئِمَّةُ وَقْفَهُ۔

یعنی ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عورت اوڑھنی اور کُرتے میں بغیر تہ بند کے نماز پڑھے فرمایا کہ جب کُرتہ پاؤں کی پشت ڈھانک لے تو اوڑھنی اور کُرتہ میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ائمہ حدیث نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح کہا ہے یعنی ام سلمہ رض کا قول بتلایا ہے۔

سبل السلام شرح بلوغ المرام ص۲۳ میں اس حدیث پر لکھا ہے۔ وله حكم الرفع وان كان موقوفا اذ الاقرب ان لا مسرح للاجتهاد فى ذالك یعنی اگر ام سلمہؓ کا قول ہو تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں۔ اس حدیث سے پیروں کی پشت ڈھکنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جن ملکوں میں عورتیں تہ بند باندھتی ہیں۔ ان کو تو آسانی ہے پاجامہ والیوں کو مشکل ہے ان کو چاہیئے کہ چوڑی دار پاجامہ نہ پہنیں بلکہ کھلے پانچے والا پاجامہ بنائیں۔ تاکہ پاؤں کی پشت ڈھکی جا سکے۔ اگر ایسا نہ کریں تو جرابیں پہن لیں۔ بہرصورت نماز کا معاملہ نازک ہے۔ اس میں ذرا احتیاط چاہیئے۔ البتہ ہاتھ منہ ڈھکنے کا حکم نہیں کیونکہ حدیث میں ہے

لا يقبل الله صلوٰة حائض الا بخمار رواه الخمسة الا النسائى (منتقى ص۲۵)

یعنی اللہ تعالیٰ اوڑھنی کے بغیر بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا۔

کنز العمال میں ہے:۔

عن عمر قَالَ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ دِرْعٍ وَإِزَارٍ وَخِمَارٍ (ش) وابن منيع (هق) عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فِي كَمْ ثَوْبٍ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَاسْأَلْهُ ثُمَّ ارْجِعْ إِلَيَّ فَأَتَى عَلِيًّا فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِي دِرْعٍ سَابِغٍ وَخِمَارٍ فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ صَدَقَ (ش) عَنْ أَبِي إِسْحَقَ أَنَّ عَلِيًّا وَشُرَيْحًا كَانَا يَقُولَانِ تُصَلِّي الْأَمَةُ كَمَا تَخْرُجُ (ش) کنز العمال جلد ۴ ص۱۳۲

یعنی عمر رض فرماتے ہیں۔ کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ کُرتہ۔ تہ بند۔ اوڑھنی۔ مکحولؒ کہتے ہیں میں نے عائشہ رض سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے فرمایا علی رض سے پوچھ پھر میرے پاس آ۔ حضرت علی رض کے پاس آکر سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کُرتہ پورا یعنی پاؤں تک اور اوڑھنی۔ پھر حضرت عائشہ رض کو آکر خبر دی تو فرمایا کہ علی رض نے سچ کہا۔ اور ابی اسحٰق رح سے

روایت ہے کہ علی رضؓ اور شریح رحؒ فرماتے تھے۔ کہ لونڈی جس حال میں نکلتی ہے اسی حال میں نماز پڑھے ؎۱

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورت کو نماز میں ہاتھ منہ ڈھانکنے ضروری نہیں۔ کیونکہ کرتہ اور تہ بند تو ہاتھ منہ کو ڈھانکتے ہی نہیں۔ رہی اوڑھنی سو وہ بھی دستور کے مطابق ہاتھ منہ کو ڈھانکنے کے لئے نہیں۔ پس عورت کو نماز میں ہاتھ منہ ڈھانکنے کا حکم نہیں۔ اور حضرت عمرؓ نے جو تین کپڑے بتلائے ہیں۔ تو اُن کے بتانے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ تین کپڑے شرط ہیں۔ بلکہ تین کا ذکر اکثر عادت کے لحاظ سے ہے ورنہ مقصود ان کا یہ ہے کہ عورت کا پردہ نماز میں مرد کی طرح نہیں۔ بلکہ ہاتھ منہ کے سوا سارے بدن کا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے دو ہی ذکر کئے ہیں۔ بخاری جلد اول صفحہ ۳۴ پر ہے باب فی کم تصلی المرأة میں ہے قال عکرمة لو واری جسدها فی ثوب جاز یعنی اگر عورت اپنے بدن کو ایک کپڑے سے چھپائے تو اس کی نماز جائز ہے۔

نوٹ:۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرد کے کندھے بالاتفاق ستر نہیں۔ لیکن نماز میں حکم ہے۔ کہ کندھوں پر بھی کوئی کپڑا ہو۔ سو یہ حکم اگر اس لئے ہے کہ نماز میں کندھے بھی ستر میں داخل ہیں۔ تو پھر کندھوں پر بھی موٹا کپڑا ہونا ضروری ہے۔ جس کے نیچے سے کندھے نظر نہ آئیں۔ جیسے ناف سے گھٹنوں تک ایسا ہونا ضروری ہے۔ اس صورت میں ململ کا باریک کرتہ کافی نہیں ہوگا۔ جیسے گرمیوں میں عموماً لوگ پہنتے ہیں اگر یہ حکم زینت کے لئے ہے۔ تو پھر باریک بھی کافی ہے۔ اس طرح عورت کو محرم کے سامنے سر ننگا کرنا جائز ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہے۔ ملاحظہ مشکوٰۃ باب المعجزات فصل اول صفحہ ۵۴۲ تو اگر سر پر اوڑھنی کا حکم اس لئے ہے کہ نماز میں سر ستر ہے۔ تو باریک اوڑھنی نماز میں جائز نہیں ہوگی۔ اگر زینت کے لئے ہے تو جائز ہوگی۔ اس سوال کا جواب ہم علماء پر چھوڑتے ہیں۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ مورخہ ۸ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ

مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۳۲ء

؎۱ لونڈیاں کاروبار کے لئے عموماً سادہ حالت میں نکلتی ہیں۔ جیسے عام طور پر گوار عورتوں کی حالت ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ کا مطلب یہ ہے کہ لونڈی اسی حال میں نماز پڑھ سکتی۔ برخلاف آزاد عورت کے کہ وہ اس حال میں نماز نہیں پڑھ سکتی ہے بلکہ ہاتھ منہ کے سوا سب بدن ڈھانک کر پڑھے۔

محدث روپڑی کے سوال کا جواب

مولوی عبدالقادر حصاری نے محدث روپڑی کے مذکورہ بالا سوال کا جواب دیا ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

مرد و عورت میں فرق ہے۔ مرد کے کندھوں پر باریک کپڑا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ عورت کے سر پر باریک اوڑھنی کافی نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عورت کا تمام بدن ہاتھ منہ کے سوا ستر ہے چنانچہ آیت کریمہ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ زینت ظاہرہ جس کو اس آیت میں ستر سے خارج کر دیا ہے۔ اس سے ہاتھ منہ مراد ہیں تفسیر ابن جریر میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ستر کا ڈھانکنا نماز میں ضروری ہے۔ اگر ہاتھ منہ خارج نماز میں ستر ہوتے تو عورت کو نماز میں ان کے ڈھانکنے کا بھی حکم ہوتا۔ (بلکہ بطریق اولیٰ ہوتا کیونکہ نماز میں زیادہ احتیاط ہے۔ اس لئے عورت کی صحن کی نماز سے اندر مکان کی زیادہ فضیلت رکھتی ہے مگر نماز میں اُن کے ڈھانکنے کا حکم نہیں) پس معلوم ہوا کہ یہ زینت ظاہرہ ہیں۔ ستر نہیں۔ باقی تمام بدن ستر ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضہ نے اپنی بھتیجی عبدالرحمٰن کی بیٹی کی باریک اوڑھنی پھاڑ کر اس کو گاڑھی پہنا دی اور اسماء بنت ابی بکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے ہاتھ منہ کے سوا بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیئے۔ اور دحیہ بن خلیفہ کو آپ نے ایک باریک کپڑا دیا اور فرمایا اس کے دو حصے کر دیئے۔ ایک کی قمیض بنا لے اور دوسرا بیوی کو دیدے تاکہ اوڑھنی بنا لے اور بیوی کو حکم دے کہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا پہنے تاکہ نیچے سے اس کا بدن اور بال نظر نہ آئیں۔

اس قسم کے اور بہت دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ منہ کے سوا سر سے پیروں تک عورت کا بدن ستر ہے۔ محرموں کے سامنے اگرچہ سر وغیرہ ننگا کر سکتی ہے۔ لیکن نماز میں زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی قریبی غیر محرم نہ آ جائے۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر درست نہیں۔ اور سبل السلام میں طبرانی کی حدیث ہے کہ عورت جب تک اپنی زینت نہ ڈھانکے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ اور لڑکی جب بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں۔ بلکہ نماز میں پیروں کی پیٹھ ڈھکنی بھی ضروری ہے۔ اور یہ حکم عورت کے لئے بوجہ ستر کے ہے نہ زینت کے اسی لئے عورت کی صحن میں نماز سے اندر کے مکان کی نماز بہتر ہے جو زیادہ ستر کی وجہ سے ہے۔ بلکہ نماز میں عورت کی آواز بھی ستر ہے اسی لئے عورت امام کے بھولنے کے وقت سُبحان اللہ نہیں کہہ سکتی بلکہ تصفیق (تالی مارنے کا

حکم ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کی اخیری صف بہتر ہے اور اول صف (جو مردوں کے قریب ہے) بری ہے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسؓ کے گھر نماز پڑھائی تو انسؓ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا اور ام سلیمؓ والدہ انسؓ کو اکیلی پیچھے کھڑا کیا اس کی وجہ بھی کمال ستر ہے جو نماز سے مخصوص ہے۔

مرد کا ستر

رہا مرد تو اس کا ستر صرف ناف سے گھٹنوں تک ہے نماز میں بھی اور خارج نماز میں بھی۔ اس لئے اتنا کپڑا گاڑھا ہونا چاہیئے اور کندھے چونکہ ستر نہیں اس لئے ان پر گاڑھے کپڑے کی ضرورت نہیں۔ نماز میں کندھوں پر کچھ ہونے کا حکم بطور زینت کے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد یہ خطاب مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں کیونکہ ان کے لئے جدا حکم ہے۔ پس مرد کی نماز کندھوں پر باریک کپڑے سے ہو جائے گی۔ جو مواضع جسم کے خارج نماز میں ستر نہیں وہ نماز میں کس وجہ سے ستر ہو سکتے ہیں۔ عورت کا سر تو نماز میں اس لئے ستر ہوا کہ وہ قبل نماز بھی ستر ہے، صرف محرم کے لئے رخصت ہے لیکن نماز میں یہ رخصت نہ دی گئی۔ کیونکہ نماز میں احتیاط مدنظر ہے۔

جواب:۔ یہ مولوی عبد القادر صاحب کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ مسئلہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے قریباً درست ہے عورت مرد میں کچھ فرق ہے۔ لیکن بعض اغلاط ہیں۔ ان کو ہم واضح کئے دیتے ہیں۔ تاکہ ہمارے احباب جیسے مسئلہ کی تحقیق میں کوشش کرتے ہیں۔ اپنے بیان کے ایک ایک لفظ میں بھی غور کیا کریں۔ تاکہ تحریر نہایت پختہ ہو جائے۔ نیز ان اغلاط کی تفصیل سے مرد و عورت کے پردے کا مسئلہ پوری روشنی میں آجائیگا انشاء اللہ۔ پس سنیئے

(غلطی نمبر۱) اخیر میں جو کہا ہے۔ "عورت کا ستر تو نماز میں اس لئے ستر ہوا کہ وہ قبل نماز بھی ستر ہے" یہ اوپر کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ اوپر کہہ چکے ہیں کہ نماز میں عورت کی آواز بھی ستر ہے۔ حالانکہ خارج نماز میں ستر نہیں۔ اور عورتوں کا تو کیا ذکر ہے ازواج مطہرات جن کا پردہ بالاتفاق سخت تھا۔ وہ ہمیشہ اپنوں اور بیگانوں کو مسائل بتلاتیں احادیث سناتیں اور اپنی ضروریات کے لئے بات چیت کرتیں۔

اسی طرح مرد کی بابت یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ جو مواضع جسم کے خارج نماز میں ستر نہیں وہ نماز میں کس وجہ سے ستر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ خارج نماز میں گھٹنا یا کچھ ران کھل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ خارج نماز میں یہ ستر نہیں۔ لیکن داخل نماز میں یہ ستر ہیں تو معلوم ہوا کہ خارج نماز اور داخل نماز کا ایک حکم نہیں۔ نہ عورت میں نہ مرد میں۔

(غلطی نمبر۲) عورت کی بابت جو یہ کہا ہے کہ اس کو محرم کے سامنے اگرچہ سر ننگا کرنا جائز ہے لیکن نماز میں زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے تاکہ کوئی قریبی غیر محرم نہ آجائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں قریبی غیر محرم کے آنے کا کھٹکا نہ ہو وہاں بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھ سکتی ہے جیسے خارج نماز میں جہاں کسی کے آنے کا کھٹکا نہ ہو وہاں سر ننگے بیٹھ سکتی ہے حالانکہ نماز میں غیر کھٹکا والی جگہ میں بھی سر پر کپڑا ضروری ہے کیونکہ حدیث میں عام فرمایا ہے کہ عورت کی نماز بغیر خمار (اوڑھنی) کے قبول نہیں۔ اگر کہا جائے کہ حدیث میں لفظ خمار ہے اور خمار کے معنی وہ شے جو ڈھانک لے اور ڈھانکنا یہ ہے کہ شے نظر نہ آئے پس ثابت ہوا کہ نماز میں عورت کے سر پر گاڑھا کپڑا ہونا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خمار کے اصل معنے بے شک یہی ہیں مگر اب اصل معنی سے نقل ہو کر اوڑھنی کا اسم ہو گیا ہے جس کا استعمال باریک میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے دحیہ بن خلیفہ کی حدیث میں ہے جو گذر چکی ہے۔

(غلطی نمبر۳) تفسیر ابن کثیر میں زیر آیہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد لکھا ہے۔

هذه الاية الكريمة رد على المشركين فيما كانوا يعتمدونه من الطواف عراة كما رواه مسلم والنسائى وابن جرير واللفظ له من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن مسلم البطينى عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رض قال كَانُوا يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ عُرَاةً الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الرِّجَالُ بِالنَّهَارِ وَالنِّسَاءُ بِاللَّيْلِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَقُولُ

اليوم يبدو بعضه او كله

فما بدا منه فما احله

فقال الله تعالى خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وقال العوفى عن ابن عباس رض فى قوله خذوا زينتكم عند كل مسجد الآية قال كان رجال يطوفون عراة فامرهم الله بالزينة وهو ما يوارى السواة وماسوى ذالك من جيد البز والمتاع فامروا ان ياخذوا عند كل مسجد هكذا قال مجاهد وعطاء وابراهيم النخعى وسعيد بن جبير وقتادة والسدى والضحاك ومالك عن الزهرى وغير واحد من ائمة السلف فى تفسيرها انها نزلت فى طواف المشركين بالبيت عراة وقد روى الحافظ ابن مردويه من حديث سعيد بن بشير والاوزاعى عن قتادة عن انس

مرفوعاً انها نزلت فی الصلوٰۃ فی النعال وفی صحتہ نظر واللہ اعلم ولھذہ الآیۃ وما ورد فی معناھا من السنۃ یستحب التجمل عند الصلوٰۃ ولاسیما یوم الجمعۃ ویوم العید والطیب لانہ من الزینۃ والسواک لانہ من تمام ذالک ومن افضل اللباس البیاض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِلبَسُوا مِنْ ثِیَابِکُمُ البَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ وَاِنَّ مِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدَ فَاِنَّہٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعْرَ ھذا حدیث جید الاسناد انتھٰی ملخصا۔ (ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

یہ آیت مشرکوں کے ننگے طواف کرنے کے رد میں اتری ہے۔ مسلم۔ نسائی اور ابن جریر نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرک مرد عورت ننگے طواف کرتے مرد دن میں کرتے عورتیں رات میں کرتیں۔ اور عورت طواف کرنے کے وقت یہ شعر پڑھتی جس کا مطلب یہ ہے کہ آج میری شرمگاہ کچھ یا ساری ننگی ہو جائے گی۔ پس جو ننگی ہو جائے اس کو میں کسی کے لئے حلال نہیں کرتی۔ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مرد ننگے طواف کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زینت کا حکم دیا۔ اور زینت سے مراد شرمگاہ کا ڈھکنا ہے اور اس کے علاوہ دوسری زینت بھی اس میں داخل ہے جیسے اچھا کپڑا اچھا سامان (خوشبو۔ مسواک وغیرہ) مجاہدؒ۔ عطاءؒ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ سعید بن جبیرؒ۔ قتادہؒ۔ سدیؒ۔ ضحاکؒ اور مالک رحمہ نے زہری سے اور ان کے سوا بہت سے ائمہ سلف نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ مشرکوں کے ننگے طواف کرنے کی بابت اُتری ہے اور حافظ ابن مردویہ نے انسؓ سے مرفوع روایت کی ہے۔ کہ یہ جوتوں میں نماز پڑھنے کی بابت اتری ہے۔ یعنی اس میں جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا ارشاد ہے۔ لیکن اس روایت کی صحت میں نظر ہے اور اس آیت کی وجہ سے اور جو اس قسم کی احادیث آئی ہیں ان کی وجہ سے نماز کے وقت زینت مستحب سمجھی گئی ہے خاص کر جمعہ اور عید کو۔ اور خوشبو بھی مستحب ہے کیونکہ وہ زینت ہے اور مسواک بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے زینت پوری ہوتی ہے اور بہتر کپڑے سفید ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ بہتر کپڑے ہیں۔ اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفن دو اور

تمہارے بہتر سرموں کا اثمد (اصفہانی) ہے کیونکہ یہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

اسی طرح ابن کثیر کے علاوہ دوسری تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ مشرکوں کے ننگے طواف کرنے کی بابت اُتری ہے۔ ہاں حکم اس کا عام ہے۔ اس میں شرمگاہ کا ڈھکنا بھی داخل ہے اور دوسری زینت بھی داخل ہے۔

پس اب مولوی عبدالقادر صاحب کا اس سے نماز میں کندھوں کے ستر نہ ہونے پر استدلال کرنا ٹھیک نہ ہوا۔ کیونکہ اس سے یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ کندھے ستر میں یا نہیں۔ نیز اس کو مردوں کے ساتھ خاص کرنا ٹھیک نہ ہوا کیونکہ عورتیں بھی ننگی طواف کرتی تھیں تو جیسی یہ مردوں کو شامل ہے عورتوں کو شامل ہوئی۔

کندھوں کے نماز میں ستر نہ ہونے کے لئے صحیح استدلال یہ ہے کہ خارج نماز میں کندھے بالاتفاق ستر نہیں تو نماز میں ستر ثابت کرنے کی بابت کوئی دلیل چاہیئے جس میں کندھوں کے ڈھکنے کا حکم ہو۔ لیکن ایسی کوئی دلیل نہیں آئی۔ حدیث میں صرف اتنا آیا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو کپڑے کا کچھ حصّہ کندھوں پر ضرور ہونا چاہیئے اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ سارے کندھوں کا ڈھکنا ضروری نہیں۔ بلکہ تھوڑا سا کپڑا بھی کندھوں پر کافی ہے۔ دوم یہ کہ اگر دو کپڑے ہوں تو جو تہ بند کے لئے ہے اس میں گاڑھا ہونے کی تو شرط ہے کیونکہ یہ ستر کے لئے ہے لیکن دوسرے کے لئے کوئی شرط نہیں آئی پس معلوم ہوا کہ خواہ وہ گاڑھا ہو یا باریک کافی ہے۔ ہاں اتنا شبہ ہوتا ہے کہ ایک کپڑے کی حالت میں جب ارشاد ہے کہ کچھ حصّہ اس کا کندھوں پر ہو تو ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ کندھوں کے جتنے حصّے پر یہ کپڑا ہوگا اتنا ڈھکا ہوا ہوگا دکھائی نہیں دے سکتا تو شاید دوسرے کپڑے ہونے کے وقت بھی شارع کو یہی منظور ہو کہ کچھ کندھوں کا اس طرح سے ڈھکنا ضروری ہے کہ دکھائی نہ دے اس لئے میرے خیال میں احتیاطاً بہتر یہی ہے کہ نماز میں کندھے پر گاڑھا کپڑا ہو۔ اگرچہ جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک کپڑے کی حالت میں جب اسی سے کچھ کندھوں پر ہوگا تو اس کو ڈھکنا لازم آجاتا ہے کیونکہ کپڑا گاڑھا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد ڈھکنا ہے تاکہ دوسرے کپڑے کا گاڑھا ہونا بھی ضروری سمجھا جائے۔ مگر پھر بھی عمل میں احتیاط بہتر ہے۔ کیونکہ شارع کا مقصد ضروری طور پر تو ثابت نہیں ہوتا لیکن اس کے ہونے کا قوی احتمال ہے۔ اس لئے بہتر گاڑھا کپڑا ہی ہے۔ بلکہ یہاں ایک اور قوی احتمال ہے وہ یہ کہ ایک کپڑے کے وقت کندھوں پر کچھ کپڑا ہونے کا حکم شاید مجبوری کے لئے ہے۔ کیونکہ ایک کپڑے میں عموماً تنگی ہوتی ہے پورے کندھوں پر آنا مشکل ہے دوسرا کپڑا ہونے کے وقت پورے کندھوں

پر کپڑا ہو کچھ پر کفایت نہ کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ سب عمل احتیاط ہے۔ اگر کوئی کندھوں پر باریک کپڑا ہے یا دوسرے کپڑے کے وقت کچھ کندھوں پر کفایت کرے تو اس کو بُرا نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں ہمیشہ بے احتیاطی غیر مناسب ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

(**غلطی نمبر ۴**) مولوی عبد القادر صاحب نے نماز میں عورت کے حق میں سر کو ستر ثابت کرنے کیلئے کئی احادیث ذکر کی ہیں مگر اکثر شبہ سے خالی نہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ عورت کی صحن کی نماز سے اندر مکان کی نماز بہتر ہے۔ یا یہ حدیث کہ عورتوں کی پہلی صف بہتر ہے اور پچھلی صف بری ہے یا یہ حدیث کہ عورت کو پیچھے اکیلی کھڑا کیا اس قسم کی احادیث سے اگر نماز میں سر کا ستر ہونا سمجھا جائے تو ہاتھ مُنہ کا ستر ہونا بھی سمجھا جائے گا۔ حالانکہ ہاتھ منہ نماز میں ستر نہیں۔

اگر کہا جائے کہ ہاتھ منہ کے نماز میں ستر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ خارج نماز میں ستر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سر بھی خارج نماز میں محرم سے ستر نہیں تو جب کسی قریبی غیر محرم کے آنے کا کھٹکا نہ ہو اس وقت باریک کپڑا کافی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ غلطی نمبر۲ میں ذکر ہو چکا ہے۔ اسی طرح حدیث دحیہ بن خلیفہ رضہ جس میں ذکر ہے کہ آپ نے ان کو اس کی بیوی کے لئے باریک اوڑھنی دی۔ اور فرمایا اپنی بیوی کو حکم دے کہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا پہنے اور حضرت عائشہ رضہ والی حدیث جس میں ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی بھانجی کی باریک اوڑھنی پھاڑ کر گاڑھی پہنا دی ان دونوں حدیثوں میں نماز کا ذکر ہی نہیں۔ پس نماز میں سر کو ستر ثابت کرنے کی بابت ان کو پیش کرنا ٹھیک نہیں۔ خارج نماز میں تو جہاں کسی قریبی غیر محرم کے آنے کا خطرہ نہ ہو وہاں اوڑھنی اتار سکتی ہے مگر نماز میں کسی وقت نہیں اتار سکتی چنانچہ یہ بھی غلطی نمبر۲ میں گذر چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خارج نماز اور داخل نماز کا ایک حکم نہیں۔ اور غلطی نمبر۲ میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ حدیث لا یقبل اللہ صلوٰۃ حائض الا بخمار (عورت کی نماز خدا بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا) بھی سر کے ستر ہونے پر دلالت نہیں کرتی پس اب صرف ایک حدیث رہ گئی جو سبل السلام نے طبرانی سے نقل کی ہے۔ یہ بے شک صاف طور پر نماز میں سر کے ستر ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن اس میں ایک راوی عمرو بن ہاشم بیروتی ہے۔ تقریب میں اس کی بابت لکھا ہے "صدوق یخطی" سچا ہے غلطیاں کرتا ہے دوسرا راوی اس میں یحییٰ بن ابی کثیر ہے جو عبد اللہ بن ابی قتادہ سے عن کے ساتھ روایت کرتا ہے اور تقریب میں لکھا ہے ثقۃ ثبت لکنہ یدلس ویرسل بہت ثقہ ہے۔ لیکن تدلیس اور ارسال

کرتا ہے یعنی اپنے ملاقاتی[1] سے یا اپنے معاصر سے بغیر اس طرح روایت[2] کرتا ہے کہ سننے والے کو شبہ پڑے

[1] تدلیس اور ارسال میں یہ فرق ہے کہ تدلیس میں ملاقاتی ہونا شرط ہے اور ارسال میں معاصر ہونا۔ ۱۲

[2] مثلاً کہے عن فلان یا قال فلان اور اس (فلان) سے سُنا نہ ہو ایسے راوی کی روایت بغیر تصریح سماع کے کمزور ہوتی ہے۔ ہاں اگر سماع کی تصریح کرے مثلاً کہے سمعت فلاناً (میں نے فلان سے سنا) یا حدثنی فلان (مجھے فلاں نے حدیث سنائی) تو اس وقت وہ کمزوری دُور ہوجائے گی۔ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں تدلیس کے ۵ مراتب لکھے ہیں اوّل یہ کہ تدلیس شاذ و نادر ہو۔ ایسے راوی کی روایت کمزور نہیں ہوتی جیسے یحییٰ بن سعید الانصاری۔ دوم یہ کہ تدلیس اُس کی کچھ زیادہ ہے لیکن وہ بڑا محدثؒ اور فن حدیث کا امام ہے۔ اس کی درست احادیث کے مقابلہ میں تدلیس بہت تھوڑی ہے۔ اس کی حدیث کو ائمہ حدیث لے لیتے ہیں جیسے سفیان ثوری اسی طرح جو ثقہ سے تدلیس کرے۔ (مثلاً اس نے زید سے روایت سُنی اور زید نے عمرو سے اور عمرو اس کا ملاقاتی ہے تو اس نے زید کو حذف کر کے عمرو کا نام لے کر عن عمرو کہہ دیا۔ حالانکہ اس نے عمرو سے نہیں سُنی لیکن زید جس کو اس نے حذف کیا ہے وہ ثقہ ہے۔ پس جب اس کے اقرار سے یا تحقیقات سے معلوم ہوجائے کہ یہ ثقہ سے تدلیس کرتا ہے یعنی جس کو حذف کرتا تھے وہ ثقہ ہوتا ہے۔ تو اس کی حدیث کو بھی ائمہ حدیث لے لیتے ہیں۔ جیسے سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن کثیر جس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے اس کو بھی حافظ ابن حجرؒ نے تدلیس کے مرتبہ دوم میں شمار کیا ہے۔ سوم جو بہت تدلیس کرے اس کی حدیث کو ائمہ بغیر تصریح سماع کے نہیں لیتے۔ خواہ سماع کی تصریح کرے یا نہ کرے جیسے ابوالزبیر مکیؒ جو حدیث قراءۃ الامام قراۃ لہ کا راوی ہے۔ چہارم جس کی حدیث تصریح سماع کے بغیر بالاتفاق مردود ہے کیونکہ اس کی تدلیس ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت ہے جیسے بقیہ بن الولید۔ پنجم تدلیس کے سوائے کوئی اور عیب بھی ہو۔ اس کی حدیث ہر صورت میں مردود ہے خواہ سماع کی تصریح کرے یا نہ۔ ہاں اگر اس میں تھوڑا ضعف ہو تو اس کی روایت تائید وغیرہ کا کام دے سکتی ہے جیسے عبداللہ بن لہیعہ اس میں تدلیس کے علاوہ اختلاط حافظہ کا عیب بھی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے مرتبہ دوم کی بابت جو کچھ لکھا ہے کہ اس کی حدیث کو ائمہ حدیث لے لیتے ہیں اس میں نظر ہے کیونکہ سلیمان تیمی جو حدیث واذا قرا فانصتوا کا راوی ہے اس پر امام بخاری نے جزء القراۃ میں تدلیس کا اعتراض کیا ہے جس سے امام بخاری کا مقصود حدیث واذا قرأ فانصتوا کی کمزوری بتلانا ہے۔ حالانکہ حافظ ابن حجرؒ نے سلیمان تیمی کو تدلیس کے مرتبہ دوم میں شمار کیا ہے تو چاہیے تھا کہ امام بخاری اس کی حدیث کو لے لیتے اور کمزور ثابت نہ کرتے۔ ۱۲

کر سُن کر روایت کی ہے۔ یہ عیب اس کے اندر ہے ایسے راوی کی اس قسم کی روایت کمزور ہوتی ہے اور عمرو بن ہاشم میں بھی کچھ کمزوری ہے۔ پس ان دو راویوں کی وجہ سے یہ روایت پوری تسلی بخش نہیں رہی۔ ہاں کچھ صلاحیت رکھتی ہے کیونکہ ایک تو اس میں کمزوری معمولی ہے۔ دوسرے اس کے خلاف کوئی روایت نہیں۔

(غلطی نمبر ۵) یہاں تک تو احادیث کے متعلق گفتگو تھی اب آیہ کریمہ "ولا یبدین زینتھن الایۃ" اور آیہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد کی بابت سُنئے۔ یہ دونوں آیتیں نماز میں عورت کے سر کے ستر ہونے پر زبردست دلیل ہیں۔ مگر مولوی عبدالقادر صاحب نے دوسری آیت کو تو مرد کے کندھوں وغیرہ سے خاص کر دیا۔ اور پہلی کی تقریر ایسی کی جس پر یہ اعتراض بدستور رہا کہ عورت خارج نماز میں جہاں غیر محرم کے آنے کا اندیشہ نہ ہو سر سے کپڑا اتار سکتی ہے تو نماز میں ایسے موقعہ پر سر پر باریک کپڑا کیوں نہیں لے سکتی؟

مولوی عبدالقادر صاحب نے اس کا جواب دیا ہے کہ نماز میں زیادہ احتیاط برتا گیا تاکہ کہیں قریبی غیر محرم نہ آجائے۔ مگر یہ جواب کمزور ہے کیونکہ قریبی غیر محرم کا خطرہ نہ کوئی عام شئے ہے نہ اکثری ہے تو اس کی وجہ سے علی العموم ہر نماز میں سر پر گاڑھے کپڑے کے حکم دینے کی کوئی وجہ نہیں؟ ہاں جہاں قریبی غیر محرم کا خطرہ ہو وہاں گاڑھے کپڑے کا حکم ہونا چاہیئے جہاں خطرہ نہ ہو وہاں نہ ہونا چاہیئے۔

ہم پہلی آیت کی ایسی تقریر کرتے ہیں جس سے یہ اعتراض بھی دور ہو جائے اور عورت کے سر کا نماز میں ستر ہونا بھی ثابت ہو جائے۔ پس سُنئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زینت کی دو قسمیں بتلائی ہیں۔ ایک ظاہر زینت ایک غیر ظاہر یعنی باطنی زینت۔ ظاہر زینت سے مراد خواہ ہاتھ منہ وغیرہ ہوں۔ جیسے عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں یا بدن کے کپڑے مراد ہوں جیسے عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اس کے سوا باقی تمام بدن عورت کو اس آیت میں باطنی زینت قرار دیا ہے۔ جس میں سر بھی داخل ہے اور ستر سے مراد باطنی زینت ہے۔ پس سر ستر ہوا اور اس بات پر اجماع ہے (جیسے ابن جریر میں ہے) کہ جو ستر ہے اس کا نماز[1] میں ڈھانکنا ضروری ہے۔ پس نماز میں سر

---

[1] نماز میں اس ستر کے ڈھانکنے پر اجماع ہے جس کو کھولنے میں ایک طرح کی بے شرمی ہے۔ جس میں ہاتھ منہ وغیرہ کے سوا عورت کا سارا بدن داخل ہے۔ محرم کے سامنے سر وغیرہ کے کھولنے کی اجازت اس لئے ہے کہ ہر وقت سر وغیرہ پر کپڑا رکھنا مشکل ہے۔ اس مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے شرع نے اجازت دیدی اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو عورت کو محرم کے سامنے تو کیا تنہائی میں بھی سر وغیرہ کا کھولنا اچھا نہ ہوتا۔ کیونکہ جس کے کھولنے میں ایک طرح کی بے شرمی ہو۔ اس کو بغیر ضرورت کے کھولنا اچھا نہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ ۱۲

کے ڈھانکنے پر اجماع ہوا اب اگر یہ تفصیل کریں کہ جو شے بعض سے ستر ہے بعض سے ستر نہیں اس کا نماز میں ہمیشہ ڈھانکنا ضروری نہیں تو اس سے لازم آئے گا کہ عورت کو نماز میں ناف سے گھٹنوں تک بھی ہمیشہ ڈھانکنا ضروری نہ ہو کیونکہ ناف سے گھٹنوں تک اگرچہ محرم اور غیر محرم سے ستر ہے لیکن خاوند سے ستر نہیں پس چاہیئے جہاں خاوند کے سوا کسی اور کے آنے کا خطرہ نہ ہو وہاں باریک آزار سے عورت کی نماز ہو جائے۔ حالانکہ یہ جائز نہیں پس معلوم ہوا کہ ستر سے مراد عام ہے۔ خواہ بعض سے ستر ہو یا تمام سے۔ اس بناء پر عورت نماز میں کسی وقت سر پر باریک کپڑا نہیں لے سکتی۔ کیونکہ سر اگرچہ محرم سے ستر نہیں لیکن غیر محرم سے تو ستر ہے۔

اسی طرح آیۂ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد (نماز وغیرہ کے وقت زینت پکڑو) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں عورت کو سر ڈھانکنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ آیت زینت باطنی کو شامل ہے چنانچہ غلطی نمبر ۲ میں گذر چکا ہے۔ کہ اس کا نزول ننگے طواف کرنے کی تردید میں ہے اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ عورت کا سر زینت باطنی میں داخل ہے۔ پس اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ نماز کے وقت عورت کو سر ڈھکنا ضروری ہے۔

(**نوٹ اوّل**) اس آیت سے بھی اوپر کے اعتراض کا جواب ہو گیا۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ عورت کو نماز میں سر وغیرہ پر کپڑا لینے کا حکم کیوں ہے؟ کیا غیر سے ستر کے لئے ہے یا اس کو ایسی حالت بنانے کا حکم ہے جس میں ستر ہو۔ خواہ کسی کے آنے کا خطرہ ہو یا نہ ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر سے ستر کیلئے نہیں۔ بلکہ اس لئے ہے کہ اس میں زینت ہے اور اوپر کے اعتراض کی بناء اس پر تھی کہ غیر سے ستر کے لئے ہو پس جب بناء ٹوٹ گئی تو اعتراض بھی ٹوٹ گیا۔

(**نوٹ دوم**) طبرانی کی حدیث جو صاحب سبل السلام نے ذکر کی ہے اگرچہ اس میں کچھ کمزوری ہے لیکن ان آیتوں کے ساتھ مل کر ایک زبردست دلیل بن گئی۔ خاص کر جب اس کے اور مؤیدات بھی ہیں۔ ایک مؤید یہ ہے کہ اس زمانہ میں گاڑھی اوڑھنی کا دستور تھا چنانچہ حضرت عائشہ رض نے اپنی بھتیجی حفصہ کی باریک اوڑھنی پھاڑ کر گاڑھی دیدی اور دحیہ بن خلیفہ کو آپ نے باریک اوڑھنی دی اور فرمایا اپنی بیوی کو کہدے کہ اس کے نیچے اور کپڑا پہنے اور بخاری صفحہ ۴۳ باب فی کم تصلی المرأۃ میں ہے عکرمہ کہتے ہیں۔ اگر عورت ایک کپڑے سے اپنا سارا بدن چھپائے تو جائز ہے۔ جب گاڑھی اوڑھنی کا دستور تھا تو اس دستور کے مطابق آپ نے فرمایا اوڑھنی کے بغیر عورت کی نماز نہیں۔ اور اسی لئے عکرمہ نے بدن چھپانے کا ذکر کیا بدن

پر صرف کپڑا لپیٹنے کا۔

دوسرا مؤیدیہ احادیث ہیں۔ (۱) ایاکم والتعری فان معکم من لا یفارقکم الا عند الغائط وحین یفضی الرجل الی اھلہ فاستحیوھم واکرموھم رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبۃ فصل ۲)

پاخانہ اور بیوی کے پاس جانے کے سوا ننگا ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہیں جو تم سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے پس ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کرو۔

(۲) احفظ عورتک الا من زوجتک او ما ملکت یمینک قلت یا رسول اللہ ارأیت اذا کان الرجل خالیا قال فاللہ احق ان یستحیی منہ (حوالہ مذکورہ فتح البیان[عہ] جلد ۶ صفحہ ۲۹۷ زیر آیہ ویحفظن فروجھن بحوالہ بخاری وغیرہ)

عورت اور لونڈی کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا اگر آدمی اکیلا ہو۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ شرم کے زیادہ لائق ہے فرشتوں اور خدا سے پردہ تو نہیں ہو سکتا۔ مگر مقصود یہ ہے کہ ان کے سامنے ایسی حالت بنانی چاہیئے جیسی پردے کی ہے کیونکہ اس میں ان کی عزت ہے اور یہ حکم خارج نماز میں خواہ ضروری نہ ہو نماز میں ضروری ہے کیونکہ انسان خدا کے دربار میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں ادب کرنا لازم ہو جاتا ہے جیسے نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنا اور سامنے جوتا[لہ] رکھنا منع ہے۔ اور عورت کے لئے سر ستر ہے پس اسکا ڈھانکنا بھی عورت کے لئے نماز میں ضروری ہوا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اصل مقصود ستر ڈھانکنے سے ستر کی حالت بنانا ہے نہ کہ غیر محرم سے ستر کرنا چنانچہ نوٹ اوّل میں گذرا ہے۔

عہ فتح البیان میں حدیث کے الفاظ کچھ زیادہ ہیں۔ ۱۲

لہ تھوک کی حدیث مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہے۔ اور جوتے کی طبرانی صغیر صفحہ ۱۲۵ میں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا خلع احدکم نعلیہ فی الصلوٰۃ فلا یجعلھما بین یدیہ فیأتم بھما اخوہ المسلم ولکن لیجعلھما بین رجلیہ۔ جب کوئی تم سے نماز میں جوتا اتارے تو آگے نہ رکھے تاکہ جوتا کی اقتدا لازم نہ آئے نہ پیچھے رکھے تاکہ اس کے پچھلے بھائی کی اقتدا جوتا کے ساتھ لازم نہ آئے لیکن دو پاؤں کے درمیان رکھے۔ ۱۲

سوال:۔ جس کی ڈاڑھی کتری ہوئی ہو۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی منع ہے یا جائز ہے؟

جواب:۔ جس کی ڈاڑھی مٹھی سے اندر کتری ہو وہ فاسق ہے۔ اس کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ حدیث میں ہے اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ یعنی امام بہتر لوگوں کو بنایا کرو۔ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنے پر امامت سے معزول کر دیا تھا۔ ہاں ایسے لوگ زبردستی امام بن جائیں اور اتفاقیہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ہو جائے تو ہو جاتی ہے۔

عبداللہ روپڑی ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۰ء

سوال۔ عورت نماز میں جوڑا باندھ سکتی ہے۔

جواب۔ منتقی میں ابی رافع سے حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ کوئی شخص جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔ ابوداؤد میں ہے کہ ابو رافع نے حسن بن علی کو لٹیں باندھے دیکھا تو ابو رافع نے لٹیں کھول دیں اور کہا کہ حضور کا ارشاد ہے کہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ حکم اگرچہ مردوں کو ہے مگر اس میں عورتیں بھی شامل ہیں لہٰذا عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنی منع ہے۔ عبداللہ امرتسری ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ

سوال:۔ پتلون۔ نیکر۔ انگریزی لباس ٹوپی بوٹ پہننے جائز ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ انگریزی لباس بالکل درست نہیں۔ جو خاص انگریز کا شعار ہو اس طرح دوسرے کفار کا لباس جیسے دھوتی وغیرہ بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت کرے وہ ان سے ہے۔ عبداللہ روپڑی ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ ۲۴ جون ۱۹۶۰ء

مساجد کا بیان

محراب کا مسئلہ

سوال:۔ آج کل مسجدوں میں محرابیں ہیں۔ جن میں کھڑے ہو کر امام نماز پڑھاتے ہیں۔ وہ ناجائز ہیں یا جائز۔ اگر جائز ہیں تو مدلل تحریر فرمائیں؟

جواب:۔ بعض روائتوں میں محراب کا ثبوت ملتا ہے۔ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے۔

عن وائل بن حجر قال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَضَ اِلَى الْمَسْجِدِ